OPEN ACCESS
AFKĀR
ISSN 2616-8588 (Online)
ISSN 2616-9223 (Print)
afkar.com.pk; iri.aiou.edu.pk

Scan for download

ڈاکٹر این میری شمل کی شخصیت اور سیرت نگاری

A Brief Life Sketch & Sīrah writings of Dr. Annemarie Schemmel

Hafiz Naveed Shakil
Lecturer
Jamia Millia Govt. Degree College, Karachi
Doctoral Candidate, Department of Islamic History (UoK)

Dr. Hafiz Muhammad Sohail Shafeeq
Associate Professor
Department of Islamic History
University of Karachi, Karachi

ABSTRACT

*Dr. Annemarie Schimmel (7 April,1922 – 26 January,2003) is German Orientalist and Notable Scholar, who wrote many books on Islām, Muslims History, Life of Muhammadﷺ, Mystical Poetry and Role of Woman in Islām to mention a few. She also loved Pakistan very much and said that Pakistan is her second Homeland. The Government of Pakistan honored her with its highest civil awards, "Sitāra-e-Imtiāz" and "Ḥilāl-e-Imtiāz", for her scholary works on Sufism and national poet 'Allāma Muhammad Iqbāl. Her appreciable work on Sīrat-un-Nabīﷺ is **"AND MUHAMMAD ﷺ IS HIS MESSENGER"**, that discusses various aspects of the Prophet's life. It also details the Love of Muslims with Prophet Muhammadﷺ. She derived the name of her book from the second half of the Muslim profession of faith (1st Kalima) "And Muhammad is His Messenger"محمد الرسول اللهﷺ. This Notable work on the Last Prophet is the essence of her knowledge that developed over more than four decades. She was the first researcher who introduced the concept of the "Mystical Muhammadﷺ".*

Keywords: *Annemarie Schimmel, Orientalist, Mystical Poerty, Sufism, Sitāra-e-Imtiāz, Ḥilāl-e-Imtiāz.*

cc BY

تمہید

اَلنَّاسِ نِیَامُ فاِذا مَاتُواَنْتَبَہُوا

''لوگ خواب غفلت میں ہیں، جب انہیں موت آئے گی تو بیدار ہوں گے۔''

یہ قول معروف جرمن مستشرقہ ڈاکٹر این میری شمل کی وصیت کے مطابق ان کی قبر کے کتبہ پر نقش ہے۔اس بات سے ان کے سوچ و فکراور تصورات کی گہرائی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔انہیں اسلام، سیرت النبیﷺ،تاریخ اسلام،تصوف،اقبالیات اور ترکی و پاکستان سے خاص شغف اور گہرا لگاؤ تھا۔تاریخ اسلام اورسیرت النبیﷺ کے متعلق ان کی تحقیق قابل تحسین ہے۔انہوں نے سوسے زیادہ کتابیں تصنیف کیں۔

سیرت النبیﷺ سے متعلق انہوں نے''And Muhammad Is His Messenger''،لکھی جس میں مسلمانوں کی حد درجہ محبت کو پیش کیا گیا۔[1] اسلام میں عورت کے مقام و مرتبہ کواجاگر کرنے کے لیےانہوں نے''My Soul is a Woman''تحریر کی۔[2] انہیں شاعری سے بھی بہت لگاؤ تھا،انہوں نے علامہ اقبال اور دیگر شاعروں کے کلام کا ترک، جرمن اورانگریزی زبان میں ترجمہ بھی کیا۔[3]

ڈاکٹر شمل مغرب میں اسلام اور مشرق کی نمائندگی کرتی رہیں۔شاتم رسول سلمان رشدی کے معاملے میں بھی انہوں نے مغربی مزاج کے برعکس مسلم دنیا کے نظریے کی حمایت کی۔جس کی وجہ سے مغرب میں انہیں کڑی تنقید کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ ان کی ایک تقریر بعنوان ''A Good Word is Like a Good Tree''آن لائن دستیاب ہے جوان کی مثبت سوچ کی عکاسی کرتی ہے۔[4] انہوں نے اس تقریر کا عنوان قرآنِ حکیم کی آیت سے اخذ کیا۔[5]

ابتدائی حالات

ڈاکٹر شمل صاحبہ 7اپریل1922ء کو جرمنی کے شہر ایرفورٹ میں پیدا ہوئیں۔ان کا تعلق پروٹسٹنٹ عیسائی گھرانے سے تھا۔پندرہ سال میں ہائی اسکول پاس کیااور1941ء میں انیس سال کی عمر میں جرمنی کی بون یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرلی۔ جلد ہی انہیں جرمنی کے محکمہ خارجہ میں نوکری مل گئی،اس وقت جرمنی میں ہٹلر کی نازی حکومت قائم تھی۔کیوں کہ یہ جرمنی کے ایک حکومتی شعبہ میں کام کرتی تھیں،اس لیے1945ء میں جنگ عظیم دوم کے اختتام کے بعد امریکہ عہدیداروں نے انہیں اپنی تحویل میں لے لیا۔بعدازاں انہیں بری الذمہ قرار دے کر رہا کر دیا گیا۔1946ء میں تئیس سال کی عمر میں جرمنی کی مربرگ یونیورسٹی میں بطور پروفیسر ان کا تقرر ہو گیا۔1950ء میں ان کی شادی ہوئی البتہ گھریلو زندگی کامیاب نہ رہی اور انہوں نے مزید اسٹڈیز کی جانب توجہ مرکوز کی اور1954ء میں دوسری ڈاکٹریٹ ڈگری تاریخ مذاہب پر حاصل کی۔[6]

اس کے بعد ترکی کی انقرہ یونیورسٹی میں انہیں بطور پروفیسر مقرر کیا گیا، یہ ان کی زندگی کا اہم موڑ ثابت ہوا۔یہ اس یونیورسٹی میں پہلی خاتون پروفیسر مقرر ہوئی تھیں۔ جلد ہی انہوں نے ترکی زبان پر بھی عبور حاصل کیا اور صوفیانہ شاعری کا بغور مطالعہ بھی کیا، یہاں انہوں نے اپنی زندگی کے اہم پانچ سال تدریس کے فرائض انجام دیے۔1967ء میں ہارورڈ یونیورسٹی میں مسلم اسٹڈیز کی پروفیسر کی حیثیت سے کام کرنے لگیں۔اسی دوران نیویارک آمدورفت کا سلسلہ بھی جاری رہا،جہاں انہوں نے میٹروپولیٹن میوزیم آف آرٹ میں بطور کنسلٹنٹ کے کام کیا۔

1980ء سے 1988ء تک انہوں نے 'Encyclopedia of Religion' پر بھی کام کیا جو 16 جلدوں میں شائع ہوا۔ 1992ء میں ہارورڈ یونیورسٹی سے ریٹائرڈ ہو گئیں۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی یہ ہارورڈ اور بون یونیورسٹی میں اعزازی پروفیسر کے تدریس کے فرائض انجام دیتی رہیں اور 2003ء میں جرمنی کے شہر بون میں انتقال کر گئیں۔[7]

قابلیت

این میری شمل کی ذہانت اور علمی قابلیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے محض انیس سال کی عمر میں جرمنی کی 'بون یونیورسٹی' سے ''مملوکِ مصر'' کی سیاسی تاریخ پر تحقیق کی اور ''پی ایچ ڈی'' کی ڈگری حاصل کی۔ یہ تحقیق مغرب کے عام منفی مزاج دیگر مستشرقین سے مختلف تھی اور اس میں اسلامی تاریخ کا تحقیقی مطالعہ تخلیقی جذبہ سے پیش کیا گیا تھا۔[8]

ان کی مادری زبان جرمنی تھی البتہ انہیں کئی بڑی زبانوں پر عبور حاصل تھا جس میں انگریزی، فرنچ، عربی، ایرانی اور ترکی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ انہیں پاکستانی زبانوں (اردو، سندھی، سرائیکی اور پنجابی) سے بھی شغف تھا۔

پاکستان سے تعلقات

پاکستان میں ان کی آمد و رفت معمول بن گئی تھی جس کی وجہ سے وہ پاکستان کو اپنا دوسرا گھر قرار دیتی تھیں۔ پاکستان میں انہوں نے متعدد لیکچرز بھی دیے۔ ان کی علمی خدمات کی بدولت حکومتِ پاکستان نے انہیں سب سے بڑے سول اعزاز ''ہلالِ امتیاز'' اور ''ستارہ امتیاز'' سے نوازا۔ انہیں پاکستان کی تین بڑی یونیورسٹیوں (سندھ یونیورسٹی، قائدِ اعظم یونیورسٹی اور پشاور یونیورسٹی) نے اعزازی ڈگری بھی عطا کیں۔[9]

لاہور میں ایک سڑک ان کے نام سے موسوم کر دی گئی جس پر وہ از راہ مذاق کہا کرتی تھیں کہ 'پاکستانیوں نے میرے مرنے کا بھی انتظار نہیں کیا'۔ اس کے علاوہ لاہور ہی میں ایک ادارہ 'فرنچ و جرمن ثقافتی مرکز' بھی ان کے نام ''این میری شِمل ہاؤس'' سے موسوم کیا گیا ہے۔[10]

مولانا رومی اور علامہ اقبال کی شاعری سے محبت

ڈاکٹر صاحبہ ایسے تو شاعری اور صوفیانہ کلام سے بہت لگاؤ رکھتی تھیں، مگر مولانا رومی اور علامہ اقبال کی شاعری سے حد درجہ محبت رکھتی تھیں۔ صوفیانہ شاعری اور اقبالیات کے حوالے سے بھی ان کی گراں قدر خدمات ہیں۔ انہوں نے علامہ اقبال کی شاعری کے مجموعوں جاوید نامہ، بانگ درا، پیام مشرق کا ترکی اور جرمنی زبان میں ترجمہ کیا۔ اس طرح انہیں جرمنی ادب میں خاص مقام حاصل ہوا۔ شاعری سے ان کی دلچسپی گہری ہوئی تو انہوں نے انگریزی اور جرمنی میں شاعری کے ذاتی مجموعے بھی شائع کروائے۔ اقبالیات پر ایک اہم کتاب 'جبرائیل کے پر' لکھی جس میں انہوں نے علامہ اقبال کے مذہبی خیالات پیش کیے۔ چنانچہ حکومت پاکستان نے ان کے اس کام کو سراہتے ہوئے انہیں اقبالیات پر 1988ء میں عالمی صدارتی اقبال ایوارڈ دیا۔

اہم تصنیفات

ڈاکٹر شمل صاحبہ نے سو سے زیادہ کتابیں لکھیں جن میں زیادہ مشہور یہ ہیں:

- Islam: An Introduction
- And Muhammad Is His Messenger
- My Soul Is a Woman

- As Through a Veil: Mystical Poetry in Islam
- Rumi's World: The Life and Works of the Greatest Sufi Poet
- The Triumphal Sun (Rumi's Poetry)
- Deciphering the Signs of God
- The Empire of the Greatest Mughals [11]

ڈاکٹر این میری شمل کی سیرت نگاری کا جائزہ

بیسویں صدی عیسویں کے اواخر میں مستشرقین کے طرزِ تحقیق اور انداز و اسلوب میں واضح تبدیلی رونما ہوئی۔ سیرت النبی ﷺ سے متعلق انیسویں اور بیسویں صدی میں دہرائے جانے والے الزامات واتہامات کو رد کیا جانے لگا۔ اسلامی تحقیق کے سلسلے میں غیر مسلم مرد وخواتین، جنہیں اصطلاح میں مستشرقین کہا جاتا ہے، کی تصانیف قابل تحسین ہے۔ غیر مسلم خواتین میں قابل ذکر برطانوی اسکالر کیرن آرمسٹرانگ (پ1944ء)، امریکن مصنفہ نابیہ ایبٹ (1981-1897) اور ڈاکٹر شمل ہیں۔ (خواتین کے تحقیقی کام کے ذکر میں مریم جمیلہ بھی سرفہرست ہیں مگر کیونکہ انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی تصانیف شائع کیں اس لیے ان کا شمار مستشرقین کی فہرست میں نہیں بلکہ مسلم محققین میں کیا جاتا ہے)۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے مسلمانوں کی حد درجہ عقیدت ومحبت نے ڈاکٹر شمل کو متاثر کیا۔ انہیں خود بھی نبی اکرم ﷺ سے والہانہ محبت وعقیدت تھی۔ ان کی کتاب کی ابتدا میں یہ شعر لکھا گیا ہے کہ

کافر ہوں کہ مومن ہوں خدا جانے میں کیا ہوں — میں بندہ ہوں ان کا جو ہیں سلطانِ مدینہ

Be I infidel or true believe
God alone knows, what I am!
But I know: I am the Prophet's servant,
Who Medina's ruler is. [12]

چنانچہ انہوں نے 1950ء میں سیرت النبی ﷺ کے مطالعہ کا آغاز کیا اور مختلف ممالک بالخصوص ترکی، ایران اور پاکستان سے معلومات اکٹھا کیں۔ اس کتاب میں انہوں نے مختلف زبانوں کے اصل ماخذوں کو استعمال کرکے مسلمانوں کی زندگی، تصوفانہ افکار اور شاعری میں نبی اکرم ﷺ کی حد درجہ محبت اور مرکزیت کو اجاگر کیا ہے۔ وہ لکھتی ہیں کہ

> "اس مشاہدے کی بنیاد پر میں جہاں بھی گئی، میں نے شاعری اور لوک روایات پر مبنی معلومات اکٹھی کرنے کی کوشش کی چنانچہ یہ کتاب میری چالیس سالہ تحقیق کا ثمر ہے۔"[13]

کتاب میں نبی اکرم ﷺ کی سوانح کا خاکہ پیش کیا گیا ہے اور حیاتِ طیبہ ﷺ کے اہم پہلوؤں ولادت، نکاح، معجزات اور سفر معراج پر سیر حاصل تبصرہ اشعار کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے اعلیٰ کردار ومحاسن بھی مسلمانوں کی نعتیہ شاعری کی مدد سے بیان کیے گئے ہیں۔ سیرت النبی ﷺ پر یہ کتاب منفرد مقام رکھتی ہے، یہ کتاب جدید اسلامی دنیا کو مدنظر رکھتے ہوئے تحریر کی گئی ہے اور مسلمانوں کی نبی کریم ﷺ سے عقیدت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر شمل صاحبہ نے اپنی کتاب کا عنوان ''And Muhammad Is His Messenger'' رکھا، جو کہ بنیادی کلمہ کا جزولازم ہے۔اس کتاب کا اردو ترجمہ ''جناب نعیم اللہ ملک'' صاحب نے ''محمد رسول اللہ ﷺ'' کے عنوان سے کیا ہے۔[14]

یہ کتاب ڈاکٹر شمل کے مطالعہ سیرت النبی ﷺ کا نچوڑ اور ان کی انتھک محنت کا نتیجہ ہے۔وہ اس کتاب کے تعارف میں لکھتی ہیں کہ

> "This book is the fruit of an interest in the figure of the Prophet of Islam that has developed over more than four decades".[15]

محمد ﷺ کی سیرت طیبہ کا تعارف انہیں اوائل عمری میں ہی ہو گیا تھا جب انہوں نے عربی زبان کے مطالعہ کا آغاز کیا اور سید امیر علی کی اور تور آندرے کی کتابوں نے دلچسپی پیدا کی۔اس کے متعلق وہ لکھتی ہیں کہ

> "I was first introduced to and deeply moved by the concept of the "mystical Muhammad(ﷺ)" when I was a teenager, busying myself with the study of Arabic under the guidance of Dr.Hans Ellenberg. During those formative years, the books of Syed Ameer Ali, The Life and Teachings of Muhammad(ﷺ), or The Spirit of Islam, and Tor Andrae's masterful study Die person Muhammad(ﷺ) in lehre and glaube seiner gemeinde were among my favorites".[16]

وہ نبی اکرم ﷺ کے اسمِ مبارک اور کلمہ طیبہ میں ان کی مرکزی حیثیت کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوئیں جس کی وجہ سے انہوں نے اپنی کتاب کا نام بھی کلمہ طیبہ سے اخذ کیا۔وہ تعارف میں لکھتی ہیں کہ

> "Indeed, the passage he has chosen to celebrate comprises the second half of the Muslim profession of faith. La ilaha illa Allah, Muhammadun rasul Allah(ﷺ), "There is no deity save God, [and] Muhammad(ﷺ) is the messenger of God." By this position in the profession of faith, Muhammad(ﷺ) defines the borders of Islam as a religion."[17]

''واقعہ یہ ہے کہ یہ سرور کائنات ﷺ ہی کی ذاتِ گرامی ہے جنہوں نے اسلام کو ایک دین کے طور پر متعارف کرایا اور خدا کے پیغمبر کی حیثیت سے اسلام کے حدود کا تعین کیا ہے۔''[18]

ڈاکٹر شمل نے نبی اکرم ﷺ سے مسلمانوں کی شدّتِ محبت کے متعلق مستشرق 'ولفریڈ کینٹ ویل اسمتھ' کا حوالہ دیا ہے۔'اسمتھ' نے اپنی کتاب ''Modern Islam in India'' میں لکھا ہے کہ

> ''مسلمان اللہ پر حملوں کو برداشت کر لیتے ہیں، دنیا میں بے دین اور ملحد لوگ اور الحاد پرستی پر مبنی مطبوعات اور عقلیت پسند معاشرے موجود ہیں لیکن حضرت محمد ﷺ کا حقارت سے ذکر کرنے سے ملتِ اسلامیہ کے بے حد ''لبرل'' طبقے بھی سخت مشتعل ہو جاتے ہیں اور مذہبی جنون کے نتیجے میں تند و تیز شعلے بھڑک اُٹھتے ہیں۔''[18]

مطالعہ سیرت کی تاریخ کا اگر جائزہ لیا جائے تو مغرب نے ایک عرصے تک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت نبی اکرم ﷺ کی شخصیت کو

مسخ کرکے پیش کیا۔دینِ اسلام کے پھیلاؤکوروکنے کے لیے یہود ونصاریٰ نے اسلام وپیغمبر اسلامﷺ کوبدنام کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ڈاکٹر شمل نے اپنی کتاب میں مغرب کے مطالعہ سیرت النبیﷺ کے ارتقاءکاذکر کرتے پر بھی روشنی ڈالی ہے۔اس متعلق انہوں نے مغربی رویہ پر نکتہ چینی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یورپ میں، جہاں حضرت محمدﷺ کوطویل عرصے سے بت پرست یا تاریکی کی روح سمجھا جاتا رہاہے، اٹھارویں صدی سے حضورﷺ کی سیرت مقدسہ کامطالعہ شروع ہواہےاوراگرچہ آپﷺ کو مسیح دشمن یا ایک عیسائی ملحداور عیار و تفرقہ باز شخصیت (نعوذ باللہ) کے طور پر پیش کیا جاتا رہاہے،اس کے باوجود روشن خیالی کے دور کے کئی فلاسفرز آپﷺ کی ذات کوعقلی طورپرایک معقول مذہب کے نمائندہ، تثلیث اورنجات کے بارے میں قیاس آرائیوں سے مبرا اورسب سے بڑھ کریہ کہ آپﷺ کوایک ایسے دین کا بانی سمجھتے رہے ہیں جس میں مذہبی پیشواؤں کا کوئی وجود نہیں۔انیسویں صدی سے مغربی اسکالرز نے عربی کے ان کلاسیکل ماخذوں کا مطالعہ شروع کردیا جو یورپ میں آہستہ آہستہ دست یاب ہونے لگے تھے۔اس کے باوجوداس عرصے میں بھی پیغمبر اسلامﷺ کی اکثر سوانح عمریاں پرانے تعصّبات سے آلودہ رہیں اور حضورﷺ کے پیغمبرانہ رول کے ساتھ انصاف نہ کیا گیااور متقی مسلمان حضورﷺ کے ساتھ جوعقیدت رکھتے تھے،آپﷺ کی ذات گرامی کوان نظروں سے نہ دیکھا گیا۔[19]

ڈاکٹر شمل نے ہندوستان کے مسلمانوں کی انگریزوں سے نفرت کاایک اہم سبب بھی اسی بات کوقرار دیاہے کہ برطانوی مصنفین نے نبی اکرمﷺ کی سیرت طیبہ کو مسخ کرکے پیش کیا، جس کی وجہ سے مسلمانوں میں شدید ردعمل کا اظہار کیا۔[20]

سیرت النبیﷺ کے متعلق قدیم مغربی رویہ کودیکھ کرجدید مستشرقین بھی اپنی تاریخ پر شرمسار دکھائی دیتے ہیں۔فرانسیسی مستشرق (Carra Devaux) لکھتاہے کہ

> ''ایک طویل عرصہ تک محمدﷺ، مغرب میں بدنام رہے،جو بھی بے سروپا حکایت یا برائی ملتی لوگ اسے ان کی طرف منسوب کر دیتے تھے۔''[21]

ڈاکٹر شمل نے اپنی کتاب کے تعارف میں پیغمبر اسلامﷺ کی کردارکشی،عیسائیوں کی قدیم روش اور مسلمانوں کے ساتھ عیسائیوں کے تعلقات کاجائزہ پیش کیاہے۔وہ مصری شیخ مصطفیٰ کے حوالے سے لکھتی ہیں کہ

> ''واقعہ یہ ہے کہ دین مسیح کے پیروکار پیغمبر اسلامﷺ کے رول کو ٹھیک طرح سے سمجھ نہیں سکے اور وہ آج بھی اپنی پرانی روش پر چل رہے ہیں۔عیسائیوں کا یہ طرز عمل اسلامی تاریخ اور کلچر کے بارے میں مسلمانوں کی توضیح وتشریح کی تحسین کرنے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔کسی بھی دوسری تاریخی شخصیت کے مقابلے میں حضرت محمدﷺ کی ذات قرون وسطیٰ کی مسیحی دنیا میں سب سے زیادہ خوف،نفرت اور کراہت و ناپسندیدگی کاباعث بنی رہی ہے۔''[22]

یورپ کے قدیم وجدید لٹریچر کے متعلق وہ آگے لکھتی ہیں کہ

> ''قرونِ وسطیٰ بلکہ جدید یورپی لٹریچر میں حضرت محمدﷺ کی شخصیت کو مسخ کرنے کی جو کوششیں کی گئیں،ان کی تفصیلات پر بحث کرنے کا یہ موقع نہیں۔مغربی دنیا نے اس بلند مرتبت شخصیت کے بارے میں

منفی تصویر کشی کی جس نے کرہ ارض پر دنیا کی کامیاب ترین مذہبی تحریک چلائی۔ مغرب نے تاریخ، ڈرامے اور شاعری میں حضورﷺ کی شخصیت کا جو گمراہ کن خاکہ پیش کیا، اس کا ثبوت وہ بے شمار ضخیم کتابیں ہیں جو یورپ میں اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔"[23]

البتہ جب یورپی اقوام نے کلیسا کے چنگل سے آزادی حاصل کر لینے کے بعد جدید علوم وفنون میں مہارت حاصل کی، تو تاریخی حقائق کو نظرانداز کرنا سہل نہ رہا۔ لہذا یورپی مصنفین کو اپنا انداز واسلوب تبدیل کرنا پڑا اور پیغمبر اسلام ﷺ سے متعلق نرمی برتی گئی۔ ڈاکٹر شمل کے مطابق مغرب اسلام کو ایک قریب مرگ دین سمجھتا رہا، اس لیے مسلمانوں میں آگہی کی نئی تحریک سے مغرب حیرت زدہ ہے۔ مسلمانوں کے دینی جذبے کا احساس کرتے ہوئے مغرب، اسلام سے متعلق نقطہ نظر پر نظرثانی کرنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ مغرب کا یہ طرز عمل ڈاکٹر شمل کے نزدیک خوش آئندہ ہے اور وہ اپنی اس کاوش کو بھی اسی افہام وتفہیم کے سلسلے کی کڑی قرار دیتی ہیں۔[24]

دیگر مستشرقین کے مقابلے میں ڈاکٹر شمل صاحبہ کی کتاب کی بہت سی خصوصیات ہیں۔ بیسویں صدی کے مستشرقین نبی اکرمﷺ کے اعلیٰ اخلاق کی تعریف کرتے ہیں اور مکی زندگی کو پیغمبرانہ زندگی تسلیم کرتے ہیں البتہ ہجرت کے بعد حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے نبی اکرمﷺ کی زندگی کو ایک سیاسی اور دنیاوی حکمراں سے تعبیر کرتے ہیں۔[25]

ڈاکٹر شمل کی کتاب ایسے کسی بھی الزام سے مبرا ہے۔ اکثر مستشرقین نے نبی اکرمﷺ پر یہ بھی الزام عائد کیا ہے کہ وحی سے متعلق ان کا دعویٰ درست نہیں تھا۔ اس متعلق مستشرقین یہ مغالطہ پیدا کرتے ہیں کہ آپﷺ کی تعلیمات کا ماخذ وحی الٰہی نہیں بلکہ تورات وانجیل ہے۔ حالانکہ قرآنِ حکیم کا مطالعہ کرنے والا عام فہم شخص بھی بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ جہاں قرآنِ حکیم سابقہ الہامی کتب کی تصدیق کرتا ہے تو ساتھ ہی یہودیت کے متعلق ان تاریخی حقائق اور روش کو بیان کرتا ہے جو یہودی چھپایا کرتے تھے۔[26] قرآن حکیم عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث کو بدترین شرک قرار دیتے ہوئے اس کی شدت سے مذمت کرتا ہے[27]، حضرت عیسیٰؑ کو صلیب دیے جانے کی نفی کرتا ہے[28] اور رہبانیت کی نفی کرتے ہوئے اسے بدعت قرار دیتا ہے۔[29] اگر قرآن مجید واقعی تورات وانجیل کا نچوڑ ہے تو ان آیات کا حوالہ تورات وانجیل میں کس مقام پر موجود ہے؟

اس حوالے سے بھی ڈاکٹر شمل نے معروضی انداز اختیار کیا ہے۔ وحی من جانب اللہ ہونے یا ہونے کے متعلق انہوں نے مسلمان اور مستشرقین دونوں کی آراء کو پیش کیا ہے۔ وہ رقمطراز ہیں کہ:

"مسلمانوں کے نزدیک تورات وانجیل اور قرآن میں بیان کیے گئے بعض قصوں میں موجود تفاوت اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ قرآن کریم واقعی خدا کا کلام ہے۔ حضرت محمدﷺ اُمی ہونے کے ناتے لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے اس لیے آپﷺ کو تورات اور انجیل میں بیان کیے گئے مضامین کا علم نہیں تھا لہٰذا اگر آپﷺ پر خدا کا کلام براہ راست نازل نہ ہوا ہوتا تو آپﷺ ان قصے کہانیوں کو کس طرح استعمال کر سکتے تھے؟ لیکن حضرتﷺ کے لکھنے پڑھنے کے متعلق مسلمانوں کی روایات کے برعکس جرمن اسکالر 'Gunther Luling' کا دعویٰ ہے کہ حضورﷺ یہودیوں اور عیسائیوں کے آسمانی صحیفوں سے اچھی طرح واقف تھے اور آپﷺ ان صحیفوں کے

مندرجات کو بے تکلفی کے ساتھ استعمال کیا کرتے تھے۔آں حضرتﷺ کی اس خصوصیت کی جو بھی تشریح کی جائے، واقعہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں حضرت آدمؑ سے لے کر سابق پیغمبروں کے تمام قصے رسول کریمﷺ کی حیات طیبہ کے لیے ایک نمونہ ثابت ہوئے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس بات پر آپﷺ کا یقین پختہ ہوگیا کہ جس طرح پہلی قومیں اپنے پیغمبروں پر ایمان نہ لانے اور انہیں ایذائیں پہچانے کے باعث تباہ ہوگئی تھیں،اسی طرح اگر اہلِ مکہ نے حضورﷺ کے ذریعے بھیجے جانے والے خدائی پیغام کو قبول نہ کیا تو ان کا بھی یہی انجام ہوگا۔"[30]

انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی الہامی تعلیمات کا نقشہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"حضرت محمدﷺ پر تقریباً 610عیسوی کے بعد جو وحی نازل ہوئی،اس میں بنیادی طور پر خدا کی وحدانیت پر زور دیا گیا جو اس کائنات کا خالق اور مالک حقیقی ہے۔خدا نے ہمسایوں کے ساتھ پیار کرنے،عدل وانصاف سے کام لینے اور ایمانداری سے زندگی بسر کرنے کا حکم دیا ہے۔روز محشر کو فیصلہ کرنے سے پہلے وہ تمام انسانوں کو اکٹھا کرے گا۔"[31]

عام طور پر مستشرقین غزوات کا ذکر کرتے ہوئے نبی اکرمﷺ پر کئی الزام عائد کرتے ہیں۔مشرکین مکہ،منافقینِ مدینہ اور قبائل یہود کو مظلوم بنا کر پیش کرتے ہیں۔مسلمانوں کے عدل وانصاف کے باوجود انحضرتﷺ کو ظالم (معاذ اللہ) ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس کذب بیانی بھی ڈاکٹر شمل کی سیرت نگاری پاک قرار دی جا سکتی ہے۔انہوں نے اپنی کتاب کے پہلے باب میں نبی اکرمﷺ کا اجمالی خاکہ بیان کیا ہے۔اس باب میں ہجرتِ مدینہ سے لیکر فتح مکہ کے عمومی ذکر میں بھی انہوں نے کسی قسم کے الزام سے گریز کیا ہے۔وہ غزوہ احزاب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ :

"627عیسوی میں اہلِ مکہ نے مدینہ کو فتح کرنے کی کوشش کی اور روایات میں کہا گیا ہے کہ ایران کے مسلمان سلمان فارسی نے مدینہ کے باشندوں کو یہ مشورہ دیا کہ وہ اپنے دفاع کے لیے ایک خندق کھود لیں چناں چہ مکہ کے قریش نے،جو محاصرے کی جنگ لڑنے کے عادی نہیں تھے، کوئی واضح کامیابی حاصل کیے بغیر مدینہ کا محاصرہ اٹھالیا۔"[32]

یہودیوں بالخصوص بنو قریظہ کے ساتھ نبی اکرمﷺ کے سلوک کے متعلق اکثر مستشرقین نے جھوٹی مظلومانہ داستانیں گھڑی ہیں۔یہی یورپ ہے جو اپنے آرمی نظم و ضبط کے تحت جنگ میں حکم نہ ماننے والے سپاہیوں کو قتل کرنے کے قانون پر عمل کرتا ہے اور بنو قینقاع،بنو نضیر اور بنو قریظہ کی عہدِ شکنی اور دھوکہ دہی کو فراموش کرکے مسلمانوں پر ظلم وستم کا الزام عائد کرتا ہے۔شاعر وادیب اقبال عظیم نے اسی طرز عمل کے متعلق فرمایا کہ :

دے رہے ہیں تمہیں جو لوگ رفاقت کا فریب ان کی تاریخ پڑھو گے تو دہل جاؤ گے

بہر حال ڈاکٹر شمل عہدِ نبویﷺ میں یہودیوں اور مسلمانوں کے تعلقات کے حوالے سے تحریر کرتی ہیں کہ :

"مدینہ منورہ میں قیام کے برسوں میں یہودیوں کے ساتھ آپﷺ کا رویہ سخت ہوگیا۔یہود نے آپﷺ پر نازل ہونے والی وحی کو ماننے اور قرآن کریم کو تورات کی تکمیلی شکل تسلیم کرنے سے انکار کردیا اور یوں

لگتا ہے کہ ان میں سے بعض یہودیوں کا تعلق منافقین سے تھا جن کے سرد مہری پر مبنی رویے کی وجہ سے بعض اوقات ملت اسلامیہ کا وجود خطرے میں پڑ گیا۔ کئی موقعوں پر مختلف وجوہ کی بنا پر مدینہ کے قرب وجوار میں رہنے والے یہودی قبائل کو مدینے سے چلے جانے پر مجبور کر دیا گیا جب کہ شمال مغربی عرب میں آباد یہود ہتھیار ڈال کر جزیہ ادا کرنے پر رضامند ہو گئے۔ یہودیوں کے گڑھ خیبر کی فتح کا واقعہ، جس میں رسول کریم ﷺ کے چچازاد بھائی اور آپ ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمہ ؓ کے شوہر حضرت علی ؓ ابن ابی طالب نے بنیادی کردار ادا کیا، بعد کی مذہبی شاعری کا مستقل موضوع بن گیا اور اسے بعض اوقات رمز و کنائے کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔'' 33

یہاں ہمیں اس بات سے اختلاف ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا رویہ یہودیوں سے اس لیے سخت ہو گیا کہ وہ نبی اکرم ﷺ پر ایمان نہیں لائے، یہ بات تاریخی حقائق کے خلاف ہے۔ البتہ یہ بات درست ہے کہ مسلمانوں سے غداری کر کے منافقین و مشرکینِ مکہ کا ساتھ دینا، یہ تلخی کا باعث بنا۔ اگر ایمان نہ لانے کی وجہ سے رویہ سخت ہوتا تو تیرہ برس مکہ میں جو قریش ایمان نہیں لائے تھے ان سے بھی سخت ہوتا۔ اس کے علاوہ مدینہ کے ارد گرد دیگر عرب قبائل بھی آباد تھے وہ بھی اس وقت ایمان نہیں لائے تھے، ان سب سے آپ ﷺ کا رویہ دوستانہ رہا اور ان سے امن و دوستی کے معاہدے بھی کیے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہودیوں کا رویہ قبلے کی تبدیلی کے بعد سخت ہو گیا اور انہوں نے ضد اور حسد کی بناء پر طرح طرح سے سازش کر کے موقع بہ موقع مسلمانوں کو زک پہنچانے کی کوششیں کیں۔ کبھی مشرکینِ مکہ کو جنگ کے لیے اکساتے تاکہ مسلمانوں کو ختم کر دیا جائے، کبھی منافقین کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو مدینہ بدر کرنے کی سازش کرتے۔ مدینہ کے یہودیوں نے میثاقِ مدینہ تسلیم کرنے کے باوجود جنگ میں مسلمانوں کو دھوکہ دیا، بانی اسلام ﷺ کو قتل کرنے، جادو کرنے اور زہر دینے کے علاوہ ہر طرح کی سازشیں کیں۔

بہر حال ڈاکٹر شمل مدنی زندگی میں نازل ہونے والی آیات میں نبی اکرم ﷺ کے مقام و مرتبہ کا ذکر کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو تمام مسلمانوں کے لیے اسوۂ حسنہ قرار دیتے ہوئے انکی پیروی کرنے کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کہا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کو تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضور ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ 34

نبی اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے حکم پر عمل ہونے کے لیے مسلمانوں نے علمِ حدیث پر بھی بہت توجہ دی ہے۔ یہ بھی تاریخ اسلامی کا عظیم کارنامہ ہے کہ مسلمانوں نے اللہ کے حبیب ﷺ کی ایک ایک بات اور ہر ہر عمل کو محفوظ کیا ہے۔ یہ خوش نصیبی کسی دوسرے انسان کے حصے میں نہیں آئی کہ اس کی ہر ہر بات کو محفوظ کیا گیا ہو۔ ڈاکٹر شمل نے اسوۂ حسنہ کی اہمیت کے سبب ایک باب اس متعلق قلم بند کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کی زندگی میں نبی اکرم ﷺ کے افعال واعمال کی اہمیت ان الفاظ میں بیان کی ہے:

''واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی زندگی میں سنت نبوی ﷺ اور احادیث مبارکہ کو زبردست اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ اسلام کے ایک جدید شارح نے حضور ﷺ کی سنت کی اہمیت کو درج ذیل لفظوں میں بیان کیا ہے:

یہ بات فہم وادراک سے ماوراہے کہ سنت نبویﷺ کے محاسن پر صدیوں سے لے کر خود ہمارے زمانے تک پوری عقیدت اوراحترام کے ساتھ کس طرح عمل ہورہاہے؟اگر بانیٔ اسلام ﷺ میں یہ اعلیٰ اوصاف موجود نہ ہوتے اور وہ ان اعلیٰ اقدار پر خود عمل نہ کرتے تو مسلمانوں کو یہ اقدار دوسری اقوام سے مستعار لیناپڑتیں۔یہ بھی معلوم نہیں کہ دوسری قوموں میں یہ محاسن موجود بھی تھے یانہیں کیوں کہ یہ قدریں خاص طور پر اسلام کے ساتھ وابستہ ہیں۔مسلمانوں کے نزدیک رسول کریم ﷺ جن اعلیٰ اخلاقی اورروحانی قدروں پر کاربند تھے،وہ کوئی فرضی یا قیاسی نہیں،زندہ حقیقت ہیں اوران کے صحیح ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہوسکتا۔‘‘[35]

ڈاکٹر شمل صاحبہ کی کتاب بارہ ابواب میں منقسم ہے۔نبی اکرمﷺ کی شان بیان کرنے کے لیے عربی،فارسی،ترکی،اردواور سندھی زبانوں کی کلاسیکل شاعری اور دنیائے اسلام کی مختلف مقامی زبانوں کے مقبول عام اشعار پر بھی پوری توجہ مرکوز کی گئی ہے۔آپﷺ کی مختصر سوانح عمری اوراسوۂ حسنہ کے علاوہ نبی اکرمﷺ کا جسمانی حسن اورروحانی جمال،آپﷺ کی بے مثل حیثیت،معجزے اورافسانوی داستانیں،آپﷺ پر درود وسلام بھیجنا،آپﷺ کے اسمائے مبارک،آپﷺ کا نور،میلادالنبیﷺ، اسریٰ ومعراج،نعتیہ کلام،طریقہ محمدیہ وغیرہ ان موضوعات کااس کتاب میں احاطہ کیا گیا ہے۔آخری ایک باب علامہ اقبال کی شاعری میں آپﷺ کا تذکرہ کے عنوان سے علامہ اقبال کے عشقِ رسولﷺ کو بیان کیاہے۔

نبی اکرمﷺ کی برتری کوبیان کرنے کے لیے شعراء نے مسلسل غوروفکراوروجدان واستغراق سے کام لیاہے۔اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحبہ نے رومی کے شاعرانہ خیالات کو پیش کیا ہے کہ

عیسیٰؑ حضرت موسیٰؑ کے ساتھی اور یونسؑ حضرت یوسفؑ کے ہم نشیں ہیں
لیکن احمد ﷺ تنہا بیٹھے ہوئے ہیں جس کا مطلب ہے:’’میں سب سے منفرداور ممتاز ہوں‘‘
عشق سے مراد مخفی معنی کاسمندر ہے جس میں ہر کوئی ایک مچھلی کی مانند رہتاہے
احمدﷺاس سمندرمیں موتی کی مانند ہیں،یہی بات میں تمہیں ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں

عرؔاقی نے حضورﷺ کے تذکرے کواس انداز سے نظم کیاہے کہ فارسی شاعری میں اس کاتتبع عام ہوگیا:

آپ ﷺ کے جسم اطہر کی ایک چٹکی کو
دمِ عیسیٰؑ میں رکھ دیا گیا
اورآپ ﷺ کے چہرہ انور کی شمع کی تجلی سے
موسیٰؑ کی آگ روشن کی گئی[36]

ہندوستانی شاعرامیر میناؔئی نے نبی اکرم ﷺ پران الفاظ میں درود وسلام بھیجا ہے کہ

رہبرِ موسیٰؑ،ہادیٔ عیسیٰؑ،تارک دنیا،مالک عقبیٰ ہاتھ کاتکیہ، خاک کابستر،صلی اللہ علیہ وسلم

اسی زمانے کے دوسرے شاعراسماعیل میرٹھی نے یہ شعر کہے:

خلیل حق کی تھی جو اشارت　　　اور ابن مریم کی جو بشارت
ظہور احمد ﷺ سے تھی عبارت　　　سمجھ گئے صاحبِ بصارت[37]

ڈاکٹر صاحبہ نے نبی اکرم ﷺ کو تمام پیغمبروں پر فوقیت دینے کے متعلق لکھا ہے کہ ''ابن عربی اور مولانا جامیؒ کے افکار کے اثر سے تمام مسلمانوں میں یہ نظریہ اس قدر عام ہوگیا ہے کہ اس نظریے کے علم برداروں نے اپنے کلام میں دوسرے پیغمبروں کے مقابلے میں نبی اکرم ﷺ کی عظمت اور برتری کے موضوع پر نعتیں اور قصیدے لکھے ہیں۔''[38]

دوسرے پیغمبروں پر برتری ثابت کرنے کے متعلق وہ آگے لکھتی ہیں کہ

''لیکن عام مسلمان ان دقیق علمی اور قانونی موشگافیوں میں نہیں الجھتے، نہ ہی حقیقت محمدیہ کے بارے میں استغراق کرتے ہیں۔ وہ صوفیوں کے تتبع میں اولین اور سب سے برتر محمد ﷺ پر زیادہ غور و فکر نہیں کرتے اور نہ ہی سابق پیغمبروں پر اس حضرت ﷺ کی فضیلت کے متعلق سوال و جواب کرتے ہیں۔''[39]

شیخ سعدی نے مختصر اور سنہری جملہ فرمایا ہے کہ ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر''

اسراء اور سفرِ معراج کو سیرت النبی ﷺ میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔اس کے متعلق مسلمانوں میں نعتیہ شاعری بھی بہت عام ہے،اس لیے اس متعلق تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ایک سندھی لوک گیت میں کہا گیا ہے کہ:

جبریلؑ آپ ﷺ کے سامنے پیدل چل رہے تھے　　　اور دولہا گھوڑے پر سوار تھا[40]

معراج کے سبق کے حوالے سے علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ:

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفٰے ﷺ سے مجھے　　　کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں[41]

علامہ اقبال کا عشقِ رسول ﷺ بھی کمال کا تھا، جس کا اظہار ان کی شاعری سے معلوم ہوتا ہے۔ڈاکٹر صاحبہ نے اقبالؔ کی عقیدت و محبت کو بیان کرنے کے لیے آخری باب مختص کیا ہے۔علامہ اقبال آپ ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

فقر و شاہی وارداتِ مصطفٰے ﷺ ست　　　ایں تجلی ہائے ذاتِ مصطفٰے ﷺ ست
فقر اور بادشاہی حضرت مصطفٰے ﷺ کے واردات ہیں　　　یہ ذات مصطفٰے کی تجلیات ہیں[42]

در دلِ مسلم مقامِ مصطفٰی ﷺ است　　　آبروئے ما زنامِ مصطفٰی ﷺ است
حضرت مصطفٰی ﷺ کا مقام مسلمانوں کے دلوں میں ہے ہماری آبرو حضرت مصطفٰے ﷺ کے نام سے ہی ہے[43]

علامہ اقبال کا نبی اکرم ﷺ سے عشق کے عالم کا اندازہ اس مصرعے سے لگایا جاسکتا ہے۔

میں موت ڈھونڈتا ہوں زمینِ حجاز میں　　　لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب![44]

علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ یہی عشقِ رسول ﷺ مسلمانوں کے دلوں میں باقی رہے گا تو کامیابی ہے ورنہ ذلت و رسوائی مقدر ہے۔ ''ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام'' میں وہ اس حقیقت کو اشکار کرتے ہیں کہ دشمنانِ اسلام اس بات پر کوشاں ہیں کہ کسی طرح مسلمانوں کے دلوں سے محبتِ رسول ﷺ کو نکال دیں۔

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا روحِ محمدﷺ اس کے بدن سے نکال دو!
فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیلات اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو!
اقبال کے نفس سے ہے لالے کی آگ تیز ایسے غزل سرا کو چمن سے نکال دو![45]

علامہ اقبال نے مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل اس ایک شعر میں بیان کر دیا ہے کہ

کی محمدﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں[46]

ڈاکٹر شمل کے طرزِ تحقیق کی خصوصیت کا مزید ذکر کریں تو انہوں نے مسلمانوں کے عقیدے و روایت کے مطابق الفاظ استعمال کرتے ہوئے مسلمانوں کے نقطہ نظر سے سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ پیش کیا ہے۔ وگرنہ مستشرقین کی عام روش اس کے برعکس ہوتی ہے کہ اپنے مطلب کی روایات کو نقل کرتے ہوئے وہ اپنے من چاہے نتائج و تجزیے کرتے ہیں اور سیرت کی اصل شکل کو مسخ کر دیتے ہیں۔ البتہ اس کتاب میں فاضل مصنفہ نے اصل ماخذ اور مسلم معاشرے کے اعتقادات و معاملات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انصاف پسندی کا مظاہرہ کیا ہے اور حتیٰ الامکان اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ ایسے نتائج اخذ کیے جائیں جس سے تحقیقی اسلوب اور معروضیت پسندی متاثر نہ ہو۔

یہ کتاب پہلے جرمنی زبان میں مرتب کی گئی تھی، جس میں تصویری خاکے بھی شامل تھے۔ البتہ انگریزی زبان میں شائع کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحبہ نے اس خیال سے خاکے نکال دیے کہ اس سے مسلمانوں کی دل آزاری نہ ہو جائے۔

اس کتاب کی تدوین کے مراحل کا ذکر کیا جائے تو 1981ء میں یہ کتاب جرمنی زبان میں شائع کی گئی۔ اس کتاب کی بنیاد ڈاکٹر شمل کے لیکچرز بنے جو انہوں نے 1980ء میں "American Council of Learned Societies" میں دیے تھے۔ یہ لیکچرز انہوں نے سندھی شاعری میں نبی اکرم ﷺ سے عقیدت و محبت، میر درد کی صوفی شاعری اور جمع شدہ ماخذ وں کی مدد سے تیار کیے تھے۔ ابتدا میں ان لیکچرز کو ان کی کتاب "As Through a Veil" کے پانچویں باب میں شامل کر دیا گیا۔ بعدازاں لوگوں کے اصرار اور مسلمانوں کی دلی عقیدت و محبت کو پیش کرنے کی غرض سے انہوں نے اس باب میں اضافہ کیا اور 1981ء میں پہلے جرمنی زبان میں مرتب کیا۔ انگریزی قارئین کے لیے انہوں نے 1984ء میں کتاب مکمل کی، جس کی ضخامت جرمن ایڈیشن سے زیادہ ہے۔[47]

حاصلِ کلام

مسلمانوں کا اپنے پیغمبر کے ساتھ تعلق زبانی یا کتابی نہیں بلکہ یہ ایک زندہ و جاوید حقیقت ہے۔ مسلمانوں کا عشقِ رسولﷺ مثالی ہے، اس حقیقت کو غیر مسلم محققین بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نبی اکرمﷺ سے محبت ایمان کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قربِ الٰہی کا ذریعہ بھی اپنے حبیبﷺ کی اطاعت واتباع کو قرار دیا ہے۔[48]

مسلمان نبی اکرمﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر دنیا و آخرت دونوں کی فلاح وکامیابی حاصل کر سکتے ہیں، اس اعتبار سے ان کی زندگی میں آنحضرتﷺ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ڈاکٹر شمل صاحبہ نے مسلمانوں کی اسی بے مثال محبت کو شاعری کی مدد سے پیش کرتے ہوئے سیرت النبیﷺ کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔

اگرچہ مستشرقین کے تحقیقی کام، اندازِ گفتگو، تبصرے اور نتائج سے مسلم محققین سو فیصد اتفاق نہ کریں۔ لیکن یہ بات واقعی لائق تعریف

ہے کہ سیرت نگاری سے متعلق جدید مستشرقین نے الزامات واتہامات کا سلسلہ ترک کر کے معروضی انداز اپنایا ہے۔ ساتھ ہی ان میں یہ احساس بھی پیدا ہوا کہ اگرچہ وہ محمدﷺ پر ایمان نہ بھی لائیں تب بھی ان کا اخلاقی فرض ہے کہ اربوں انسانوں کے پیغمبر حضرت محمدﷺ کی اس طرح تعظیم و احترام کریں جس طرح مسلمان، حضرت عیسیٰؑ کی کرتے ہیں، جیسا کہ ڈاکٹر شمل نے ذکر کیا ہے۔[49]

ڈاکٹر شمل کی کتاب کی خصوصیات کے جائزہ کے بعد یقیناً ہم کہہ سکتے ہیں کہ انکی کتاب جدید سیرت نگاری میں ایک بہترین اضافہ ہے۔ ان کی کتاب دیگر مستشرقین کے لیے بھی پیغام ہے کہ تعصب کے پردہ سے باہر نکل کر تحقیقی اور تخلیقی سیرت نگاری پر توجہ دینی چاہیے۔ اس طرح مستشرقین کے تحقیقی مواد سے مسلم علماء و محققین بھی کھلے دل سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.

حواشی و حوالہ جات

[1] Annemarie Schimmel, "***And Muhammad Is His Messenger***", (London: The University of North Carolina Press), 1985.

[2] https://www.scribd.com/doc/24262584/Schimmel-My-Soul-is-a-Woman (Retrieved on April 12, 2018)

[3] Annemarie Schimmel, "As Through a Veil: Mystical Poetry in Islam",(New York: Columbia University Press), 1982.

[4] http://www.amaana.org/articles/schimtree.htm(Retrieved on April 12, 2018)

[5] القرآن الکریم 24:13۔

[6] https://en.wikipedia.org/wiki/Annemarie_Schimmel (Retrieved on April 11, 2018)

[7] Ibid.

[8] https://ur.wikipedia.org/wiki/ این میری شمل (Retrieved on April 11, 2018)

[9] Ibid.

[10] http://www.bbc.com/urdu/miscellaneous/story/2005/04/050418_german_french_centre_zs.shtml (Retrieved on April 13, 2018)

[11] http://urdualert.com/archives/76159 (Retrieved on April 13, 2018)

[12] Annemarie Schimmel, "***And Muhammad Is His Messenger***",Title page.

[13] این میری شمل، **محمد رسول اللہﷺ**، مترجم نعیم اللہ ملک، (لاہور: شرکت پرنٹنگ پریس، 2014ء)، ص5۔

[14] ایضاً۔

[15] Annemarie Schimmel, "***And Muhammad Is His Messenger***", Preface, (London: The University of North Carolina Press, 1985). XI.

[16] Ibid.

[17] Ibid, 4.

[18] شمل، **محمد رسول اللہ ﷺ**، ص5۔ [18] ایضاً ص9۔ [19] ایضاً ص9-10۔

[20] برطانوی مستشرق ولیم میور نے سیرت النبی ﷺ پر "حیاتِ محمد ﷺ" لکھی، جس نے برعظیم پاک وہند کے مسلمانوں میں شدید غم وغصہ پیدا کیا۔اس کتاب میں نبی اکرم ﷺ کی سیرت مقدسہ کو داغدار کرنے کی کوشش کی گئی، سرسید احمد خان نے میور کی اس کتاب کے ازالے کے لیے اپنا تن من دھن لگا کر ایک کتاب شائع کی یہ کتاب "خطباتِ احمدیہ" کے نام سے دستیاب ہے،اس میں سیرت النبی ﷺ پر لگائے گئے الزامات واتہامات کے جوابات دیے گئے ہیں۔

[21] ڈاکٹر التہامی، **مستشرقین اور قرآن**، مترجم ڈاکٹر ثناءاللہ ندوی، (لاہور: علوم اسلامیہ اور مستشرقین، نشریات، 2009ء)، ص12۔ [22] ایضاً ص8۔

[23] شمل، **محمد رسول اللہ ﷺ**، ص8۔ [24] ایضاً۔

[25] اسی مناسبت سے منٹگمری واٹ نے اپنی کتابوں کو "محمد ایٹ مکہ "اور" محمد ایٹ مدینہ" کے عنوان دیے ہیں اور ایک کتاب کا نام Muhammad: Prophet and Statement رکھا۔ان کا یہ ثابت کرنا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی زندگی پیغمبرانہ سے زیادہ ایک سیاسی زندگی تھی۔

[26] القرآن الکریم 79:2۔

[27] القرآن الکریم 5: 171

[28] القرآن الکریم 5:158-157۔

[29] القرآن الکریم 27:57۔

[30] شمل، **محمد رسول اللہ ﷺ**، ص20۔ [31] ایضاً۔

[32] ایضاً۔ [33] ایضاً ص23۔

[34] ایضاً ص25۔ [35] ایضاً۔

[36] ایضاً ص79۔ [37] ایضاً ص80۔

[38] ایضاً ص79۔ [39] ایضاً ص80۔

[40] ایضاً ص209۔ [41] ایضاً ص212۔

[42] ایضاً ص298۔ [43] ایضاً ص297۔

[44] ایضاً ص296۔ [45] ایضاً ص308۔

[46] ایضاً ص308۔ [47] ایضاً ص5-6۔

[48] القرآن الکریم 31:3۔

[49] شمل، **محمد رسول اللہ ﷺ**، ص10۔